JQSS: (Journal Of Quranic and Social Studies)
ISSN: (e): 2790-5640 ISSN (p): 2790-5632
Volume: 4, Issue: 1, Jan-June 2024. P: 66-76
Open Access: http://jqss.org/index.php/JQSS/article/view/113
DOI: https://doi.org/ 10.5281/zenodo.11091168

Article History:	Received	Accept	Published
	02-02-2024	13-03-2024	30-03-2024

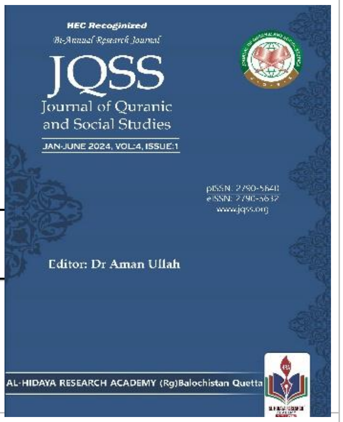

Copyright: © The Aothors *Licensing:* this work is licensed under a creative commons attribution 4.0 international license

بلوچستان میں فرقہ واریت: تحقیقی مطالعہ (اردو ادب کے تناظر میں)

Sectarianism in Balochistan: A Research Study (In the Context of Urdu Literature)

1. **Gul Ghatai** gul.ghutai344@gmail.com	Assistant Professor, PhD Researcher, Department of Urdu, University of Balochistan, Quetta
2. **Prof. Dr. Khalid Mahmood Khattak** khalidkhatak23@gmail.com	Chairperson, Department of Urdu, University of Balochistan, Quetta

How to Cite: Gul Ghatai andProf. Dr. Khalid Mahmood Khattak (2024). Sectarianism in Balochistan: A Research Study (In the Context of Urdu Literature, *(JQSS) Journal of Quranic and Social Studies*, 4(1), 66-76.

Abstract and indexing

Publisher
HRA (AL-HIDAYA RESEARCH ACADEMY) (Rg)
Balochistan Quetta

بلوچستان میں فرقہ واریت: تحقیقی مطالعہ (اردو ادب کے تناظر میں)

Sectarianism in Balochistan: A Research Study (In the Context of Urdu Literature)

Journal of Quranic and Social Studies
66-76
© The Author (s) 2024
Volume:4, Issue:1, 2024
DOI:10.5281/zenodo.11091168
www.jqss.org
ISSN: E/ **2790-5640**
ISSN: P/ **2790-5632**

Gul Ghatai
Assistant Professor, PhD Researcher, Department of Urdu, University of Balochistan, Quetta

Prof. Dr. Khalid Mahmood Khattak
Chairperson, Department of Urdu, University of Balochistan, Quetta

Abstract
Balochistan is a region that is facing various social problems. Among these social problems 21st century is the source of many. Sectarianism is also one such social problem which has proved to be a very important factor in creating various problems. This leads to social discrimination, unrest, disorder, terrorism, religious extremism, fanaticism and other crimes. In the constitutional protection by using the term sects in a positive sense. That is why it is growing more day by day. Its roots are getting stronger day by day due to its social acceptance. This important social problem of Balochistan has been made a subject by the writers of different literary genres of Urdu. In this paper, the causes and effects of sectarianism have been described.

Keywords: Balochistan., Sectarianism in Urdu. 21st Century, Religious Extremism, Fanaticism, Crimes. Constitutional Protection

Corresponding Author Email:
gul.ghutai344@gmail.com
khalidkhatak23@gmail.com

تمہید

لفظ فرقہ فرق سے مشتق ہے جس کے معنی الگ کرنا، جدا ہونا ہے۔

"فیروزاللغات میں فرقہ واریت کے معنی جماعت، گروہ ہے"۔(1)

مذہبی گروہ جب اپنے الگ الگ خیالات اور نظریات کی بناء پر الگ الگ گروہوں اور جماعتوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں فرقے کہلاتے ہیں۔ مختلف جماعتوں اور گروہوں میں یہ تفریق و تقسیم اعتقادات و نظریات میں اختلافات کے باعث ہوتی ہے۔ ہر فرقہ اپنے عقائد اور مسلکی نقطہ نظر کو درست قرار دیتے ہوئے خود کو حق پر سمجھتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک فرقہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ قرآن وسنت پر عمل پیرا اور درست راہ پر گامزن ہے۔ جسے دوسرے قبول نہیں کرتے۔ یوں وہ خود کو حق بجانب سمجھتے ہوئے اپنے نظریات پھیلانے اور دوسروں کو غلط ثابت کرنے میں کوشاں نظر آتے ہیں۔ اس رویے سے تعصب اور تنگ نظری کو جلا ملتی ہے۔ اس تعصب اور تنگ نظری کی بنیاد پر جب کوئی فرقہ اپنے عقائد اور مسلکی نقطہ نظر کی طرف داری کرتے ہوئے دوسروں کی مخالفت کرتا ہے تو یہ فرقہ واریت کہلاتا ہے۔ فیروزاللغات میں فرقہ واریت کی تعریف یوں کی گئی ہے۔

"اپنے مذہب یا گروہ کی تعصب اور تنگ نظری کی بنیاد پر
طرف داری کرنا اور دوسروں کی مخالفت کرنا"۔(2)

فرقہ واریت کی اصطلاح ہمارے معاشرے میں منفی معنوں میں استعمال کی جاتی ہے جبکہ محمد اسرار موثی کے مطابق

"آئین پاکستان میں دفعہ ۲۲۷ میں فرقہ کو مثبت معنی میں استعمال کرکے فرقہ واریت کو آئینی تحفظ
فراہم کیا گیا ہے۔(3)

ہمارے معاشرے میں مختلف فرقے اپنے افکار و نظریات کی تبلیغ میں دوسرے فرقے سے نفرت و عداوت کا اظہار کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ مختلف مسلکی نقطہ نظر کے حامل فرقے دوسروں کے نقطہ نظر کو صبر و تحمل سے سننے اور اس سے علمی اختلاف کرنے کے بجائے اپنے نظریہ وفکر کو درست سمجھتے ہیں اور دوسروں سے مکمل اختلاف کرتے ہوئے عداوت پر اتر آتے ہیں۔ اس عداوت و دشمنی کے باعث وہ نامناسب الفاظ استعمال کرنے نفرت و تعصب کو ابھارنے اور پر تشدد کاروائیاں کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ یوں اپنی ضد، ہٹ دھرمی، خود پسندی اور کم علمی کے باعث فرقہ واریت پھیلاتے ہیں۔ عبدالخالق فرقہ واریت کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"پاکستان کے مسلمان مجموعی طور پر فرقہ واریت کے گرداب میں مبتلا ہیں"۔(4)

بلوچستانی معاشرہ سیاسی، قومی، قبائلی، نسبی، نسلی، لسانی، مذہبی اور طبقاتی تفرقے میں مبتلا ہے۔ ان میں سب سے زیادہ خطرناک تفرقہ مذہبی ہے۔ رواں صدی بلوچستان میں مذہب کو بنیاد بنا کر معاشرے میں افتراق پیدا کیا جا رہا ہے۔ مذہبی عقائد اور مسلکی نقطہ نظر میں معمولی سے اختلاف کو بنیاد بنا کر تفرقہ پیدا کیا جاتا ہے۔ اس تفرقے کا اظہار اپنی انا اور بڑائی قائم رکھنے اور اسے الگ پہچان اور شناخت دینے کے لیے اس کی تشہیر کی جاتی ہے۔ گزشتہ چند دہائیوں سے معاشرے میں نئے نئے فرقوں اور مذہبی طبقات پذیری کے رجحان میں تیزی آئی ہے۔ جس سے مسلمانوں میں مذہبی عقائد اور مسلکی اختلافات نمایاں ہونے لگے ہیں۔ جو مختلف فرقوں کے قائم ہونے کا باعث بن رہے ہیں۔ جس کے نتیجے میں معاشرے میں مذہبی تفریق نمایاں ہو رہی ہے۔ اس مذہبی تفریق کے باعث ہر فرقہ اپنی الگ پہچان اور شناخت کے لیے خود کو دوسروں سے الگ اعلیٰ و ارفع تصور کرتے ہوئے اپنی شناخت اور پہچان بنانے میں مگن ہے۔ جس کے لیے مختلف فرقوں نے ایک دوسرے کے خلاف اپنا بیانیہ اور طرز استدلال اپنی پسند کے مطابق اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے لیے الگ درس گاہیں اور الگ الگ مساجد قائم کر لی ہیں۔ اس صورتحال کو آغا گل افسانہ "شودر" میں کچھ یوں بیان کرتے ہیں۔

"سورج کی تمازت دم توڑ چکی تھی۔ مسجدوں میں اذانیں بلند ہو رہی تھیں۔ ہم امام بارگاہ کے قریب
سے گزرے۔ اگلی مسجد اہل حدیث کی تھی۔ اس کے بعد اہل سنت کی مسجد تھی، پھر میمن مسجد تھی۔
اگلے موڑ پر بریلوی مسجد تھی۔ بائیں جانب دیوبندی مسجد تھی۔ لشکر طیبہ کی مسجد تھی۔ سپاہ محمد کی مسجد
تھی، جماعت المسلمین کی مسجد تھی۔۔۔ اذان تو ایک ہی تھی۔ جو ہر مسجد کے مینار سے بلند ہو رہی

تھی مگر مسجدیں بے شمار تھیں"۔(5)

معمولی معمولی مسلکی اختلافات ہر گزرتے دن کے ساتھ شدت اختیار کرتے ہوئے فرقہ واریت میں تبدیل ہو رہے ہیں۔ کم علمی، عدم برداشت، ہٹ دھرمی اور ضد کے باعث معمولی مسلکی اختلافات رفتہ رفتہ کفر کے فتووں اور پر تشدد کاروائیوں تک جا پہنچے ہیں۔ مذہب کے نام پر معاشرے میں انتشار، افتراق اور بدامنی کو فروغ دیا جارہا ہے۔ مفتی محمد شفیع عثمانی اس کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"آج ملت طرح طرح کے تفرقوں میں مبتلا ایک دوسرے سے بیزار اور برسرپیکار نظر آتی ہے۔ زیادہ افسوس اس بات کا ہے کہ دین اور عبادت خلق غیروں کو اپنانے اور نسبی، نسلی، وطنی اور لسانی تفرقوں کو مٹانے ہی کا نسخہ اکثیر تھا۔ آج وہ بھی ہمارے لیے جنگ وجدل اور عداوتوں اور جھگڑوں کا ذریعہ بن گیا ہے"۔(6)

بلوچستان مختلف قوموں، زبانوں اور مسالک سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی آماجگاہ ہے۔ جہاں بلوچ، براہوی، پشتون، ہزارہ، پنجابی، سندھی، سرائیکی اور ہندکو بولنے والے لوگ رہتے ہیں۔ یہ خطہ چند دہائیوں قبل مذہبی رواداری اور اخوت کی ایک عمدہ مثال تھا۔ جہاں روایتی طور پر مختلف فرقوں میں ہم آہنگی پائی جاتی تھی۔ اکیسویں صدی سے قبل بلوچستان فرقہ وارانہ کشیدگی سے آزاد تھا۔ یہاں مختلف فرقوں سے تعلق رکھنے والے لوگ ایک دوسرے کے عقاعد اور مسلکی نقطہ نظر کا احترام کرتے ہوئے ایک دوسرے سے رواداری برتتے تھے۔ مسلکی اختلاف کے باوجود تحمل وبردباری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہر فرقے کو مذہبی آزادی حاصل تھی۔ اکیسویں صدی میں بلوچستان میں فرقہ واریت کی چنگاریاں پھوٹنے لگیں۔ وہ خطہ جہاں مختلف مسالک کے لوگ پرامن زندگی گزار رہے تھے۔ اب وہاں شیعہ سنی اختلافات ابھرنے لگے۔ جس نے فرقہ واریت اور دہشت گردی کو پھیلنے کا موقع دیا۔ اس خطے میں فرقہ وارانہ دہشت گردی کا باقاعدہ آغاز کوئٹہ میں پرنس روڈ پر واقع امام بارگاہ میں نماز جمعہ کے اجتماع کو نشانہ بنانے سے ہوا۔ جس میں سو سے زائد افراد ہلاک اور اتنے ہی زخمی ہوئے۔ دہشت گردی کے اس واقعے کے بعد اس خطے میں فرقہ واریت کا زہر سرائیت کرنے لگا۔ اور رفتہ رفتہ پورا خطہ اس کی لپیٹ میں آگیا۔ عابد میر افسانہ "شہر کی آنکھ میں اٹکا آنسو" میں اس صورتحال کو کچھ یوں بیان کرتے ہیں۔

"مسلک کی بنیاد پر ہونے والے کشت وخون نے شہر کو لہورنگ کر دیا"۔(7)

بلوچستان میں فرقہ وارانہ دہشت گردی کا آغاز اکیسویں صدی کے ابتدائی سالوں میں ہوا۔ بنیادی طور پر اس کا نشانہ ہزارہ قبائل کے لوگ بنے جو سب کے سب شیعہ ہیں۔

"ہزارہ قبائل کے لوگ اپنے منگولیائی خدوخال کی وجہ سے الگ پہچان رکھتے ہیں اس لیے انہیں نشانہ بنانا آسان ہے"۔(8)

حالانکہ آبادکاروں میں پنجابی، سرائیکی، کشمیری اور اُردو دان طبقے کے لوگوں کے علاوہ بلوچوں اور پشتونوں میں بھی شیعہ مسلک کے لوگ موجود ہیں لیکن ہزارہ برادری کے لوگ اپنی مخصوص شناخت کے باعث باآسانی نشانہ بنتے رہے۔ ہزارہ برادری کے لوگ بکھری ہوئی آبادی کی صورت میں رہنے کے برعکس چند مخصوص علاقوں میں رہائش پذیر ہیں۔ اس لیے بھی انہیں نشانہ بنانا آسان تھا۔ ان کے محرم کے جلوسوں، امام بارگاہوں میں نماز پڑھتے نمازیوں، ان کی آبادیوں، تجارتی مراکز، مذہبی اجتماعات، محنت مزدوری کے لیے جانے والے لوگوں کی گاڑیوں، ان کی گزرگاہوں اور مقدس مقامات کی زیارت کے لیے ایران، عراق اور شام آنے جانے والے قافلوں کو خودکش حملوں، بم دھماکوں اور فائرنگ کا نشانہ بنایا گیا۔ بم دھماکوں اور فائرنگ کے اندھادھند اور پے درپے واقعات میں سینکڑوں لوگ لقمہ اجل بن گئے۔ ان حالات و واقعات اور اس کے اثرات کو بلوچستان کے مختلف ادبا نے موضوع بنایا۔ آغا گل، عابد میر، نسیم جاوید، اسرار احمد شاکر، امرت مراد اور شازیہ لانگو نے اسے افسانے میں فارس مغل نے ناول میں اور عصمت درانی، شرافت عباس ناز، طالب حسین طالب، محسن چنگیزی، عارف ضیا، تسنیم صنم، جہاں آرا تبسم، راغب تحسین، یاسین ضمیر، قندیل بدر نے شاعری میں بیان کیا۔ نسیم جاوید نے افسانہ " رحمت اللہ " میں ۲۰۰۴ میں عاشورہ محرم کے جلوس پر ہونے والے حملے کو موضوع بنایا ہے۔ اس افسانے میں نسیم جاوید اس واقعے کو کچھ یوں بیان کرتے ہیں۔

"ساڑھے دس بجے تک وہ طوغی روڈ پر دستہ ناصر آباد سے مل گیا۔ مجلس سننے کے بعد جلوس دوبارہ روانہ ہوا۔ ایک بجے میزان چوک پر زنجیر زنی شروع ہو گئی۔ مختلف دستے آتے رہے اور زنجیر زنی کرتے رہے۔ ابھی آخری دستہ نہیں پہنچا تھا اور مجلس خوانی کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔۔۔ کہ اچانک فائرنگ کی آواز اس کے کانوں کے پردے جھنجھناتی ہوئی فضا میں پھیل گئی۔۔۔۔ لوگوں میں بھگ دڑ مچ گئی۔ اچانک اس کی نظر سامنے والی عمارت کی اوپری منزل کی کھڑکی پر پڑی جہاں سے دو کلاشنکوف بردار سڑک پر فائرنگ کر رہے تھے۔۔۔ ایک زوردار دھماکہ ہوا اور فائرنگ کرنے والے کے بدن کے ٹکڑے آگ کے شعلے اور دھویں کے ساتھ کھڑکی سے باہر نکل کر بکھر گئے۔ وہ خود کش دہشت گرد تھے اور کئی معصوم لوگوں کو موت کی نیند سلا کر خود بھی اپنے انجام کو پہنچ گئے تھے"۔(9)

رفتہ رفتہ فرقہ واریت بڑھنے لگی۔ فرقہ وارانہ فسادات کو پھیلنے کا موقع ملا۔ دوبدو فسادات کے برعکس دہشت گردی کے واقعات بڑھنے لگے۔ فرقہ وارانہ دہشت گردی کے پے در پے واقعات لوگوں میں خوف وہراس پھیلانے لگے۔ لوگ گھروں کے نکلتے ہوئے ڈرنے لگے لوگوں نے مساجد جانا ترک کر دیا۔ مذہبی اجتماعات میں لوگوں کی شرکت کم سے کم ہونے لگی۔ نماز جمعہ اور نماز عید کے لیے مساجد کے باہر پہرے بیٹھا دیئے گئے جو نمازیوں کو تلاشی اور شناخت کے بعد اندر داخل ہونے دیتے لوگوں کا تلاش معاش کے لیے نکلنا محال ہو گیا۔ موت ہر دم سر پر منڈلانے لگی۔ ایک غیر یقینی صورتحال سے ہر شخص دوچار تھا۔ کوئی نہیں جانتا تھا کہ گھر سے صبح نکلنے کے بعد وہ واپس شام کو زندہ لوٹ کے آسکے گا۔ اس غیر یقینی صورتحال اور اندیشوں، وسوسوں میں گھری زندگی کو راغب تحسین کچھ یوں بیان کرتے ہیں۔

"لال باہر ہو تو بے تابی ماں کو دیکھو
کبھی کھڑکی پہ کبھی ہوتی ہے دروازے پر
میں نکلتا ہوں تو نکلا نہیں جاتا گھر سے
خوف کی بھیڑ کھڑی ہوتی ہے دروازے پر"(10)

فرقہ واریت مذہبی انتہاپسندی اور جنونیت پیدا کرتی ہے۔ جو قتل وغارت اور پرتشدد کاروائیوں کا سبب بنتی ہے۔ اس کیفیت میں فرد دوسروں کی جان کے درپے ہو جاتا ہے۔ اس کیفیت کو عارف ضیاء کچھ یوں بیان کرتے ہیں۔

"اترا ہوا ہے آج ہر اک آنکھ میں لہو
قاتل یہاں ہر ایک بشر ہے چلے چلو"(11)

بلوچستان میں باقاعدہ فرقہ واریت کا بیج بویا گیا اور اسے پھلنے پھولنے اور بڑھانے کے لیے دہشت گردی کا سہارا لیا گیا۔ دہشت گردی کے عام واقعات کو مذہبی دہشت گردی اور فرقہ واریت کا رنگ دے کر انتہاپسندی اور جنونیت کو ابھرنے کا موقع دیا گیا جو قتل وغارت کے ایک نہ ختم ہونے والے سلسلے کا سبب بنا۔ عابد میر افسانہ "شہر کی آنکھ میں اٹکا آنسو" میں خطے کی اس صورتحال کو کچھ یوں بیان کرتے ہیں۔

"خون خرابہ اور شہروں میں بھی ہوتا رہا تھا لیکن ایک نسل کے لوگوں کو نشانہ بنا کر سو، سو لوگوں کو ایک جگہ ہلاک کر دینا یہ پہلی بار اسی شہر میں ہو رہا تھا"۔(12)

فرقہ واریت کی بنیاد پر ہزارہ برادری کے لوگوں کا قتل عام جاری رہا۔ لوگ قبریں کھودنے اور اپنے پیاروں کو دفناتے دفناتے تھک گئے۔ ان کے قبرستان بھرنے لگے۔ ان کی ہمت جواب دینے لگی۔ بقول طالب حسین طالبؔ

"کس طرح شل ہوئے بازو تجھے معلوم کہاں
دیکھ کس قبر میں کیا چاند اتارا ہم نے"(13)

افسوسناک پہلو یہ ہے کہ اس فرقہ وارنہ دہشت گردی کی لپیٹ میں مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین بھی آئیں۔فرقہ واریت کی آڑ میں خواتین کو بھی چن چن کر نشانہ بنایا گیا۔بلوچستان کے قبائلی نظام میں ہر طرح کے جنگ وجدل میں خواتین اور بچوں کو یہ استثنیٰ حاصل ہے کہ انھیں کسی بھی قسم کی تکلیف نہیں پہنچائی جاتی۔بلوچستان کی ثقافتی روایات اور ضابطہ اخلاق میں اس کی سختی سے پابندی کی جاتی ہے۔اس معاشرے میں عورت قابل تعظیم ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اگر دوران جنگ دشمن کی کوئی عورت باہر نکل کر جنگ بندی کی درخواست کرے تو اس کی درخواست رد نہیں کی جاتی اور جنگ روک دی جاتی ہے۔بلوچستان میں فرقہ واریت کی بنیاد پر شیعہ خواتین کا بے دردی سے قتل عام کیا گیا۔جو یہاں کی روایات کے منافی ہے۔شیعہ خواتین کو فرقہ واریت کی بنیاد پر قتل کرنے کے عمل کو بلوچستان کے ہر مکتبہ فکر کے لوگوں نے ناپسند کیا اور اس کی مذمت کی جامعہ بلوچستان کی پروفیسر ناظمہ طالب کا قتل اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی جسے آغا گل نے اپنے افسانوں اور فارس مغل نے اپنے ناول میں بیان کیا ہے۔

"کیا ایک عورت کا یوں سر عام قتل ہونا معمول کی بات ہے"۔(14)

اس طرح سردار بہادر خان ویمن یونیورسٹی کی بس میں ہونے والا دھماکہ بھی فرقہ واریت کا نتیجہ تھا۔جس میں ہزارہ برادری سے تعلق رکھنے والی شیعہ طالبات کو نشانہ بنایا گیا ۔عابد میر افسانہ "منظور خدا" میں اس واقعے کو کچھ یوں بیان کرتے ہیں۔

"بڑا ظلم ہوا یار۔۔۔۔۔ویمن یونیورسٹی کی بس میں دھماکہ کرنے کی کیا تک بنتی ہے۔۔۔۔ہاں بھائی
معصوم بچیاں تھیں بچاری ان کا کیا قصور تھا بھلا۔بس یار خدا کا کرنا دیکھو، حالاں کہ حملہ تو انہوں نے
اہل تشیع کی بس پر کیا تھا۔لیکن ذرا سی غلطی کی وجہ سے ساری بچاری سنی طالبات ماری گئیں"۔(15)

اس فرقہ وارانہ دہشت گردی کے نتیجے میں صرف شیعہ مسلک سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو نہیں مارا گیا بلکہ رد عمل میں سنی فرقے سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو بھی چن چن کر نشانہ بنایا گیا۔ان لوگوں کو ان کے مخصوص حلیوں اور مشابہت کی بنا پر نشانہ بنایا گیا۔جن میں داڑھی والے سر پر سبز یا سفید پگڑی باندھنے والے اور ٹخنوں سے اونچی شلواریں پہننے والے زیادہ تر ان لوگوں کو جو ہزارہ علاقوں کے قریب رہائش پذیر تھے ہدف قتل بنایا گیا۔اس فرقے کی مساجد اور مدارس میں بھی خودکش دھماکے کیئے گئے۔

فرقہ واریت سے خطے میں انتشار اور بدامنی پھیل گئی۔جوں جوں فرقہ وارانہ دہشتگردی کے واقعات میں اضافہ ہوتا گیا جائے وقوعہ پر موجود ہر رنگ، نسل، مذہب اور فرقے کے لوگ اس کی زد میں آنے لگے۔اس فرقہ وارانہ دہشتگردی نے لوگوں کی زندگی عذاب بنادی۔لوگ ڈر اور خوف میں مبتلا ہوگئے۔اس ڈر اور خوف کے باعث اندیشے، وسوسے اور شکوک وشبہات پیدا ہونے لگے۔فرقہ وارانہ دہشت گردی کے واقعات بڑھنے کے ساتھ ساتھ بے یقینی بھی بڑھنے لگی۔عدم تحفظ کا احساس اور ہر پل موت کے خدشات بڑھنے لگے۔جس نے لوگوں کو گھٹن اور کرب سے دوچار کر دیا۔فرقہ واریت اور اس کے اثرات کو بلوچستان کے مختلف شعرا نے اپنے اپنے انداز سے بیان کیا۔

"نفرتوں کے درمیاں مارے گئے
ہم جہاں پہنچے وہاں مارے گئے
کچھ کو لے ڈوبا عقیدوں کا بھنور
کچھ نہیں تھے ہم زباں مارے گئے"۔(16)

"تری ہتھیلی پہ تازہ ہے میرا خون ابھی
تو میری موت کا کچھ تو ملال کر دنیا"۔(71)

"اب تو ہر روز ہی لاشوں پر صنم نوحہ گری
اپنی آنکھوں کو عزاداریاں کھا جاتی ہیں"۔(81)

"دھڑکنوں پر بھی خوف طاری ہے
زندگی آج کتنی بھاری ہے
ہر طرف خون کے ہیں نقش ونگار
شہر پر جیسے سنگ باری ہے"۔(19)

"موت اک وادی گمنام سے کرتی ہے ورود
زیست پر زیست کا انجام ہویدا کرنے"۔(20)

"کس کی لاش ہے کس نے اسے ہلاک کیا
ہے اس کی جیب میں تصویر اس کے بچوں کی"۔(21)

"اترا ہوا ہے آج ہر اک آنکھ میں لہو
قاتل یہاں ہر ایک بشر ہے چلے چلو"۔(22)

سانس لیتے ہوئے ڈر جاتے ہو حد کرتے ہو
سانس رکتی ہے تو مر جاتے ہو حد کرتے ہو"۔(23)

بلوچستان میں فرقہ واریت نے نفرت اور تعصب کے پھیلاؤ میں اہم کردار ادا کیا وہ خطہ جو مذہبی رواداری اور باہمی یگانگت کا مظہر تھا۔ جو روایتی طور پر ہمیشہ فرقہ وارانہ ہم آہنگی کا گہوار ارہا اب مسلکی افتراق اور اختلاف میں مبتلا ہو کر متنفر ہو گیا۔ یہاں کے لوگ ایک دوسرے سے نالاں اور کھچے کھچے رہنے لگے۔ باہمی تعلقات میں گرم جوشی، والہانہ پن اور محبت نہ رہی۔

بلوچستان میں فرقہ وارانہ دہشت گردی کی مختلف وجوہات اور محرکات ہیں۔ جن کو جاننا ضروری ہے بظاہر فرقہ واریت اور فرقہ وارانہ دہشت گرد کاروائیوں کی ذمہ داری بعض تنظیموں پر ڈال کر حقائق سے صرف نظر کرتے ہوئے معاملات رفع دفع کر دیے جاتے ہیں۔ فرقہ واریت اور دہشت گردی کو فروغ دینے والے محرکات سے چشم پوشی کی جاتی ہے۔ مولانا محمد تہامی بشر علوی اپنے مضمون "مذہبی فرقہ واریت: اسباب امکانات اور اصلاحی تجاویز" میں لکھتے ہیں۔

> "اس صورتحال کا القاعدہ، طالبان، لشکر جھنگوی، سپاہ محمد اور سپاہ صحابہ کو ذمہ دار قرار دیا جاتا ہے یقیناً خرابی پیدا کرنے اور بربادی مسلط کرنے کے لیے لوکل ایکٹرز ضرور استعمال ہوئے ہیں لیکن ڈائریکٹر اور ماسٹر مائنڈ کہیں اور ہیں۔ جن کے خطہ میں معاشی، سیاسی، دفاعی اور بالادستی کے مفادات ہیں۔"(24)

اس بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس تمام تر صورت حال کے پس پشت ان بین الاقوامی اور علاقائی طاقتوں کا زیادہ ہاتھ ہے جو خطے میں اپنی من پسند پالیسیاں نافذ کرنا چاہتے ہیں۔ اگر ہم فرقہ واریت کی وجوہات و محرکات کا جائزہ لیں تو یہ کڑیاں ہمیں ماضی کی طرف لے جاتی ہیں۔ ۱۹۷۰ء کی دہائی میں برپا ہونے والے انقلابات اور بغاوتیں سوویت یونین اور امریکہ کی باہمی چپقلش کا نتیجہ تھیں۔ ان دو عالمی طاقتوں کے مابین جاری کشمکش نے ایشیاء کے ایک بڑے خطے کو جنگ و جدل، بدامنی اور انتشار کے ایسے دلدل میں دھکیل دیا جس سے نکلنا ممکن نہ رہا۔ اس دوران پاکستان، افغانستان اور ایران میں رونما ہونے والی تبدیلیاں بھی ان دو عالمی طاقتوں کی باہمی چپقلش کا شاخسانہ تھیں۔ جس کے نتیجے میں لاکھوں لوگ مارے گئے لاکھوں اپنا وطن چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔ اس خون ریزی اور مہاجرت نے ایک پوری نسل کو دربدر اور محروم کر دیا۔ ان پسے ہوئے محروم لوگوں کو بطور آلہ کار ان طاقتوں نے اپنے مفادات کے لیے استعمال کیا۔ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ افغانستان میں سوویت یونین کی حمایت یافتہ حکومت کو ناکام بنانے اور سوویت یونین کو زک پہنچانے کے لیے امریکہ نے دنیا بھر سے لوگوں کو جہاد کے نام پر افغانستان اور پاکستان کی سرزمین پر آباد کیا۔ اس صورت حال کے بارے میں ارون دھتی اپنے مضمون "لامتناہی انصاف کا حساب کتاب" میں لکھتی ہیں۔

"ان کا مقصد افغانوں کی توانائی کو مجتمع کرنا اور اسے سوویت فوجوں کے خلاف صف آرا کر کے اسے ایک مقدس جنگ یا جہاد کی صورت دینا تھا۔ جس کے زیر اثر سوویت یونین میں شامل مسلمان اکثریت کی ریاستیں کمیونسٹ اقتدار کے خلاف اٹھ کھڑی ہوں اور آخر کار اسے متزلزل کر دیں۔۔۔ برسوں کے عرصے میں سی آئی اے نے۔۔۔ چالیس مسلمان ملکوں سے تقریباً ایک لاکھ مجاہدین کو بھرتی کیا اور انہیں مالی مدد فراہم کی تا کہ وہ امریکہ کی بالواسطہ جنگ میں سپاہیوں کے طور پر حصہ لیں (25)"۔

اس جہاد کو ایران، عرب ممالک، امریکہ اور پاکستان کی مدد وحمایت حاصل تھی۔ چونکہ اس جہاد کا آغاز امریکہ کی ایما اور مفادات کے پیش نظر ہوا۔ اس لیے اسے امریکی جہاد بھی کہا جاتا ہے۔ یہ امریکی جہاد اپنے مقاصد کی تکمیل کے ساتھ ساتھ خطے میں مذہبی شدت پسندی کو فروغ دینے میں بھی انتہائی معاون ثابت ہوا۔ اس دوران ایران اور عرب کی داخلی چپقلش اور امت مسلمہ کی امامت حاصل کرنے کی کوششوں نے فرقہ واریت کو ابھرنے کا موقع دیا۔ یہی وہ وقت تھا جب خمینی حکومت کی انقلابی پالیسی کو افغانستان، پاکستان، وسط ایشیاء اور مشرق وسطیٰ کے کئی ممالک میں پھیلا کر فرقہ واریت کی آگ سلگائی گئی۔ ایرانی انقلاب کی کامیابی کے چندماہ بعد پاکستان میں تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے نام پر ایک شیعہ تنظیم وجود میں آئی جو پاکستان میں فقہ جعفریہ کے نفاذ کا مطالبہ کرنے لگی۔ یہ وہ وقت تھا جب پاکستان اور افغانستان میں عرب جہادیوں کی آمد شروع ہو چکی تھی۔ اسی دوران عرب ممالک کی سرپرستی میں ایک طرف دینی دارس کے نام پر جہادیوں کے لیے تربیت گاہیں قائم کی جانے لگیں اور دوسری طرف خطے میں ایرانی اثرات کے اثر ونفوذ کو کم کرنے اور ختم کرنے کے لیے مختلف فرقہ پرست گروہوں کی مالی معاونت اور امداد کا سلسلہ بھی شروع کیا گیا۔ یہی وہ دور تھا جب پاکستان میں عرب ایران کشمکش اور پراکسی وار کا آغاز ہوا۔ ملک کے طول وعرض میں مختلف تنظیمیں قائم ہونے لگیں۔ ان تنظیموں کے قیام سے فرقہ واریت پیدا ہوئی۔ جوں جوں یہ تنظیمیں اور اس سے پیدا ہونے والے گروہ سرگرم ہونے لگے۔ ملک میں قتل وغارت شروع ہوئی۔ بیسویں صدی کے آخری دہائی میں یہ تنظیمیں بلوچستان کے علاقے مستونگ میں اپنے قدم جمانے لگیں۔ ان تنظیموں نے ابتداً ان خاندانوں کو مارنا شروع کیا جو اپنا مسلک ترک کر کے شیعہ ہوئے تھے۔ اس قتل عام کا مقصد ایرانی اثر ونفوذ کو بڑھنے سے روکنا تھا۔ رفتہ رفتہ وقت کے ساتھ ساتھ اس فرقہ وارنہ دہشت گردی کا دائرہ کار بڑھتا گیا اور ہزارہ برادری کے لوگوں کو نشانہ بنایا جانے لگا۔ ان تنظیموں کی مالی معاونت سعودی عرب اور دیگر خلیجی ممالک کرتے ہیں۔ جبکہ دوسری طرف ایران شیعہ تنظیموں کی سرپرستی کرتا ہے۔ بلوچستان کے ہزارہ دانشور اور سیاسی شعور کے حامل افراد یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ بلوچستان میں ہزارہ برادری کی ٹارگٹ کلنگ ایک پراکسی وار ہے جو عرب اور ایران کی شدت پسندی کا نتیجہ ہے۔ مجید اصغر "مقدمہ بلوچستان "میں اس صورت حال کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"صوبے کے علماء اور دانشوروں کا کہنا ہے کہ بلوچستان میں کوئی شیعہ سنی مسئلہ نہیں ہے مگر بیرونی قوتیں یہ مسئلہ جان بوجھ کر کھڑا کرنا چاہتی ہیں اور دہشت گردوں کی مدد کر رہی ہیں"۔(26)

اس بات سے انکار نہیں کہ بلوچستان میں فرقہ اریت کے پس پشت بیرونی قوتیں کارفرما ہیں جو اپنے اپنے مفادات کی خاطر خطے میں بدامنی اور انتشار پھیلا رہی ہیں۔ محمد اسرار موتی کے مطابق بلوچستان میں فرقہ واریت محض عرب اور ایران کی باہمی چپقلش اور کشیدگی تک محدود نہیں بلکہ مشرق وسطیٰ کے حالات، عراق اور افغانستان میں امریکی جارحیت، عرب اسرائیل جنگ، ایران عراق تصادم، شام اور یمن کے حالات اور روس اور امریکہ کی کشیدگی سب اس کے محرکات ہیں۔ خارجی محرکات اور عوامل کے ساتھ ساتھ اس میں کچھ داخلی عوامل بھی کارفرما ہیں۔ محمد اسرار موتی اپنے مضمون "پاکستان میں فرقہ واریت کے اسباب "میں لکھتے ہیں۔

"بات اتنی سادہ نہیں کہ اسے محض بیرونی سازش قرار دے کر حقائق سے چشم پوشی کی جائے ہمارے ہاں کچھ داخلی مسائل ضرور ہیں جس کی وجہ سے ایران اور سعودی تنازعے کے اثرات وہاں کم لیکن ہمارے ہاں زیادہ مرتب ہو رہے ہیں۔ اس لیے اندرونی اسباب پر غور کرنا بھی ضروری ہے"۔(27)

فرقہ واریت کے فروغ میں ریاست کے کردار سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا۔ ہمارے ملک میں فرقہ واریت کو فروغ دینے والی تنظیموں کے حوالے سے کسی بھی قسم کی

قانون سازی نہیں کی گئی۔ان تنظیموں اور اداروں کی تشکیل کے حوالے سے بھی کوئی قانون نہیں ملتا۔کوئی بھی گروہ اپنے مرضی سے جو چاہئے کر سکتا ہے۔جب چاہے تنظیم یا ادارہ بنا سکتا ہے۔

اسی طرح فرقہ واریت اور انتہا پسندی پھیلانے والے ترغیبی عناصر اور ذرائع مثلاًرسائل،کتب اور سوشل میڈیا پر دیئے جانے والے بیانات اور کلامیوں پر بھی کسی قسم کا چیک اینڈ بیلنس نہیں رکھا جاتا۔ایسے بیانات اور کلامیوں کی روک تھام کے لیے کوئی موثر پالیسی نہیں ہے۔

فرقہ واریت کے پھیلاؤ کی ایک وجہ وہ ریاستی وسیاسی تحفظ ہے جو ان فرقہ وارانہ تنظیموں کو حاصل ہے۔چونکہ یہ تنظیمیں سیاسی مقاصد کے لیے استعمال ہوتی ہیں لہذا انہیں ہر طرح کا تحفظ فراہم کیا جاتا ہے فرقہ وارانہ فسادات کو روکنے میں قانون کی بالا دستی اور قانون کی طاقت استعمال نہیں کی جاتی۔فرقہ واریت کو فروغ دینے میں شدت پسند مولوی بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ایسے مولوی اپنی شدت پسندی اور اپنے زور بیان سے مذہبی منافرت اور فرقہ واریت پھیلاتے ہیں۔ایسے مولوی لوگوں کو مشتعل کرنے اور انتہا پسندی کو فروغ دینے میں بہت معاون ہوتے ہیں۔عابد میر افسانہ "تابوت ساز" میں ایسے مولویوں کے کردار کو بیان کرتے ہیں جو فرقہ واریت کا باعث بنتے ہیں۔اس افسانے میں ایک تابوت ساز اپنے کاروبار کو وسعت دینے کے لیے ایک مولوی کو اپنے ساتھ شامل کر کے ایک جھوٹا بیانیہ تشکیل دیتا ہے کہ مخالف فرقے کے لوگوں نے اپنے لوگوں کے قتل عام پر طیش میں آکر قرآن پاک کی بے حرمتی کی۔مولوی اس جھوٹے بیانیے کو مزید جذباتی اور پر اثر انداز میں بیان کر کے لوگوں کو مشتعل کر کے فرقہ وارنہ فساد پر اکساتا ہے۔

> "امام صاحب کی ہدایت پر ہی کئی نمازیوں کے بیچ اس نے سارا واقعہ بتایا۔۔۔نمازیوں کا خون کھول اٹھا۔انہوں نے۔۔۔انتقام کا ارادہ باندھا۔پیش امام صاحب نے انہیں۔۔۔۔یقین دلایا کہ انتقام ضرور ہو گا لیکن منظم طور پر ہو گا۔وہ اٹھے اور لاؤڈ سپیکر پر ساری کہانی اپنے پر اثر زور بیان سے بیان کرنا شروع کر دی۔آن کی آن میں مسجد اہل ایمان سے بھر گئی۔۔۔کچھ لوگ مسلح بھی نظر آرہے تھے۔بعضوں کے ہاتھ میں ڈنڈے تھے۔امام صاحب نے مجمعے سے ایک زور دار خطاب کیا۔۔۔ادھر فریق مخالف تک خبر پہنچ چکی تھی وہاں بھی لوگ اپنے دفاع کے لیے مسلح ہونا شروع ہو گئے۔۔۔۔پھر طرفین سے فائرنگ کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہوا۔۔۔اب تو شہر خون میں نہلا گیا۔"(28)

مسالکی شناخت کے حامل وہ مذہبی رسائل جو فرقہ وارانہ بیانوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔فرقہ واریت کو فروغ دیتے ہیں۔اس کے علاوہ مختلف مسالک کے درمیان رابطوں کا فقدان اور بین المسالک ہم آہنگی نہ ہونے کے باعث فرقہ واریت کو فروغ ملتا ہے۔ہمارا معاشرہ عمومی طور پر مذہب کی آفاقی تعلیمات سے بیگانہ ہے اس لیے دین کی صحیح تعلیمات سے دوری کے باعث معاشرے میں فرقہ واریت کو قبولیت حاصل ہوتی ہے۔جس کے باعث فرقہ واریت کے پھلنے پھولنے کے لیے راہ ہموار ہے۔

حوالہ جات

1 فیروز اللغات،اردو جدید ،(نیا ایڈیشن،فیروز سنز،لاہور،س ن)،۵۰۱

2 ایضاً

3 www.ibc.urdu.com

4 عبد الخالق،فرقہ واریت اور انتہا پسندی کے رجحانات،(ایوان علم و ادب،لاہور،۲۲۱۰ء)،۱۶

5 آغا گل،دوستیں وڈھ،(مہر در انسٹی ٹیوٹ آف ریسرچ اینڈ پبلی کیشنز،کوئٹہ،۲۰۰۲ء)۸۱

6 مفتی محمد شفیع عثمانی،(وحدت امت،ادارہ المعارف،کراچی ۲۰۰۲ء)۲۲،۳۲

7 عابد میر،سرخ حاشیے،(مہر در انسٹی ٹیوٹ آف ریسرچ اینڈ پبلی کیشنز،کوئٹہ،۲۰۱۷ء)۲۶

8 مجید اصغر، مقدمہ بلوچستان (گوشہ ادب، کوئٹہ، ۲۰۲۱ء):۹۷

9 نسیم جاوید، (واپسی کا سفر، بزم خسرو، کوئٹہ ۲۰۲۱ء)، ۱۱۶-۱۱۸

10 خورشید افروز، مشاہیر بلوچستان، (جلد سوم، نیو کالج پبلی کیشنز، کوئٹہ، ۲۰۱۶ء)۸۹

11 عارف ضیا، بنجر نیند (فیصل بکس، کوئٹہ ۲۰۲۱ء)۱۳۹

12 عابد میر، سرخ حاشیے، (مہر در انسٹی ٹیوٹ آف ریسرچ اینڈ پبلی کیشنز، کوئٹہ، ۲۰۱۷ء)۲۶

13 طالب حسین طالب، شہر گلیوں تک، (الحمد پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۱ء)۳۱۱

14 فارس مغل، سو سال وفا ہم (جان پبلشرز، کوئٹہ، ۲۰۱۸ء)۱۲۲

15 عابد میر، سرخ حاشیے، ۱۹

16 شرافت عباس ناز، ابھی غزل ہے فروزاں، (بلوچستان، ادارہ فروغ تعلیم و ادبیات، ۲۰۰۸ء)، ۲۷۱

17 محسن چنگیزی، اڑان (الحمد پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۴ء)، ۲۶

18 تسنیم صنم، کچھ خواب سر مژگاں، (ساگر پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۰ء)، ۵۳

19 خورشید افروز، بلوچستان میں خواتین کی اردو شاعری، (نیو کالج پبلی کیشنز، کوئٹہ، ۲۰۰۸ء)۵۰۴

20 عصمت درانی، آئینے میں چراغ (ناشادپبلیشرز، کوئٹہ، ۲۰۰۶ء)، ۲۱۱

21 ایضاً

22 عارف ضیا، بنجر نیند، ۱۳۹

23 یاسین ضمیر، سخن زار (ہزار گی اکیڈمی تنظیم نسل نو ہزارہ، کوئٹہ، ۲۰۱۷ء)، ۲۱۵

24 http.alsharia.oxg.jun

25 دنیازار کتابی سلسلہ، دنیا دہشت ہے، مرتب، آصف فرخی، (فضلی سنز پرائیوٹ لمیٹڈ، کراچی ۲۰۰۲ء)، ۲۸۸

26 مجید اصغر، مقدمہ بلوچستان (گوشہ ادب، کوئٹہ ۲۰۱۴ء)، ۹۷

27 www.ibc.urdu.com

28 عابد میر، جنگ، محبت اور کہانی، ۵۱-۵۲

References in Roman

1. *"Feroz al-Lughaat, Modern Urdu, (New Edition, Feroz Sons, Lahore, S.N.), 501"*
2. *Ibid*
3. *"www.ibc.urdu.com"*
4. *"Abdul Khaliq, Sectarianism and Extremism Trends, (Ivan Ilm o Adab, Lahore, 012 2AH), 16"*
5. *"Agha Gul, Dostian Wadh, (Mehrdar Institute of Research and Publications, Quetta, 2002 AD), 81"*
6. *"Mufti Muhammad Shafi Usmani, (Unity of the Ummah, Institute of Knowledge, Karachi 2002 AD), 22, 23"*
7. *"Abid Mir, Red Margins, (Mehrdar Institute of Research and Publications, Quetta, 71 0 2AH), 26"*

8. *"Majid Asghar, Introduction to Balochistan (Gosha Adab, Quetta, 14 20AH): 97"*
9. *"Naseem Javaid, (Return Journey, Bazm-e-Khusro, Quetta 14 20AH), 116-118"*
10. *"Khurshid Afroz, Celebrities of Balochistan, (Volume III, New College Publications, Quetta, 6102 AH), 98"*
11. *"Arif Zia, Benign Sleep (Faisal Books, Quetta 14 20AH) 9 31"*
12. *"Abid Mir, Red Margins, (Mehrdar Institute of Research and Publications, Quetta, 7102 AH), 26"*
13. *"Talib Husain Talib, City to Streets, (Al-Hamd Publications, Lahore, 1102 AH) 113"*
14. *"Faris Mughal, Season of Faithful Unity (Jan Publishers, Quetta, 18 20AH), 221"*
15. *"Abid Mir, Red Margins, 19"*
16. *"Sharafat Abbas Naz, It's Still a Ghazal, (Balochistan, Institute of Educational and Literary Enlightenment, 8200 AH), 172"*
17. *"Mohsin Changizi, Flight (Al-Hamd Publications, Lahore, 4002 AH), 26"*
18. *"Tasneem Sanam, Some Dreams Surrendered, (Sagar Publications, Lahore, 0102 AH), 53"*
19. *"Khurshid Afroz, Women's Urdu Poetry in Balochistan, (New College Publications, Quetta, 2008 AH), 405"*
20. *"Ismat Durrani, Lamp in the Mirror (Nashad Publishers, Quetta, 6 200 AH), 112"*
21. *"Also"*
22. *"Arif Zia, Benign Sleep, 139"*
23. *"Yaseen Zameer, Words of Lamentation (Hazargi Academy, Tehzeeb Nasl-e-Nau Hazara, Quetta, 7102 AH), 51 2"*
24. *"http.alsharia.oxg.jun"*
25. *"World's Dire Book Series, World is a Monster, Arranged, Asif Farooqi, (Fazli Sons Private Limited, Karachi 2002 AH), 288"*
26. *"Majid Asghar, Introduction to Balochistan (Gosha Adab, Quetta 4102 AH), 97"*
27. www.ibc.urdu.com
28. *"Abid Mir, War, Love, and Story, 51-52"*